

صف بندی کے متفرق احکام

ابو عبد اللہ صارم

صف اول کی فضیلت :

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ؛ لَاسْتَهْمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ؛ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ؛ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا».

”اگر لوگ اذان اور صف اول میں موجود اجر کو جان لیں اور پھر اس کے حصول کے لیے قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔ اگر وہ اول وقت میں نماز پڑھنے کے اجر کو جان لیں تو ضرور اس میں سبقت کریں اور اگر وہ عشا اور صبح کی نماز کے اجر کو جان لیں تو ضرور اس میں حاضر ہوں، اگرچہ گھنٹوں کے بل آنا پڑے۔“ (صحیح البخاری: 615، صحیح مسلم: 437)

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا».

”مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی اور سب سے کم تر صف آخری ہوتی ہے،

جب کہ عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری اور سب سے کم تر پہلی ہوتی ہے۔“

(صحیح مسلم: 440)

سیدنا سعد بن مالک بن سنان، معروف بہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّراً، فَقَالَ لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا، فَاتَّمُوا بِي، وَلِيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ».

”رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام صف میں پیچھے رہتے تھے، تو ان سے فرمایا: آگے بڑھیں، میری اقتدا کریں اور آپ سے بعد والے آپ کی اقتدا کریں۔ لوگ ہمیشہ (نیکی سے) پیچھے رہنے لگتے ہیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں (اپنی رحمت سے) پیچھے کر دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم: 438)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الصُّبْحِ، فَقَالَ :
أَشَاهِدُ فُلَانٌ؟ قَالُوا : لَا، قَالَ : أَشَاهِدُ فُلَانٌ؟ قَالُوا : لَا، قَالَ : «إِنَّ
هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ
مَا فِيهِمَا لَاتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبَوَّا عَلَى الرَّكْبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ
الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ؛
لَاَبْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ
وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا

كَثْرٌ؛ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى».

”رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: کیا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: فلاں حاضر ہے؟ عرض کیا نہیں۔ اس پر فرمایا: بلاشبہ یہ دونوں نمازیں (عشا و فجر) منافقین پر ساری نمازوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ اگر آپ لوگوں کو ان کا اجر معلوم ہو جائے تو ان دونوں میں ضرور حاضر ہو جاؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ یقیناً پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے۔ اگر آپ لوگ اس کی فضیلت جان لو تو ضرور اسے حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرو۔ بلاشبہ ایک شخص کی ایک شخص کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے زیادہ اجر و ثواب والی ہے اور اس کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز ایک آدمی کے ساتھ نماز سے زیادہ اجر و ثواب والی ہے اور جیسے جیسے یہ تعداد بڑھتی جائے گی، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہوگی۔“

(مسند الإمام أحمد: 140/5؛ سنن أبي داود: 554، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۳۷۷) اور امام ابن حبان (۲۰۵۶) رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ حَكَمَ أئِمَّةُ الْحَدِيثِ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذَّهَلِيُّ، وَغَيْرُهُمْ لِهَذَا الْحَدِيثِ بِالصَّحَّةِ.

”امام یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہم اللہ جیسے محدثین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔“ (المستدرک علی الصحیحین: 1/249)

علامہ طیبی (م: ۷۴۳ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

شَبَّهُ الصَّفَّ الْأَوَّلَ فِي قُرْبِهِ مِنَ الْإِمَامِ بِصَفِّ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ فِي قُرْبِهِمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

”آپ ﷺ نے پہلی صف کو امام کے قریب ہونے کی وجہ سے مقربین فرشتوں سے تشبیہ دی، کیوں کہ وہ بھی اللہ عزوجل کے قریب ہوتے ہیں۔“

(شرح المشكاة : ۴/۱۱۳۲)

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ، يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، قَالَ : فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : «رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ» .

”ہم جب رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تو آپ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے ہونے کے خواہش مند ہوتے۔ آپ ﷺ اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف متوجہ کرتے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا: میرے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچا لینا جس دن تو اپنے بندوں کو (قبروں سے)

اٹھائے گا۔“ (صحیح مسلم : 709)

❀ سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

كَانَ يُصَلِّي عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا، وَعَلَى الثَّانِي وَاحِدَةً .

”آپ ﷺ پہلی صف کے لیے تین دفعہ اور دوسری صف کے لیے ایک دفعہ دعا

فرمایا کرتے تھے۔“ (سنن النسائي : 817، مسند الإمام أحمد : 4/128، مسند

الشاميين للطبراني : 1153، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2159) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأْخُرًا، فَقَالَ لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا، فَاتَّمُوا بِي، وَلِيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ».

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام میں سستی دیکھی تو ان سے فرمایا: آگے بڑھو، میری اقتدا کرو اور تم سے پیچھے والے تمہاری اقتدا کریں۔ لوگ سستی کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔“

(صحیح مسلم: 438)

تنبیہ ①:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

كَانَتْ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِنَلَا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ، فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطِيهِ.

”ایک نہایت خوب صورت عورت رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتی تھی۔ بعض لوگ تو آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوتے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے، لیکن کچھ لوگ پیچھے رہتے حتیٰ کہ آخری صف میں جگہ بناتے۔ جب رکوع میں جاتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے دیکھتے۔“



(سنن النسائي: 870، سنن الترمذي: 3122، سنن ابن ماجه: 1046)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیوں کہ اس کے راوی عمرو بن مالک نمری (حسن الحدیث) کی روایت ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ (الكامل: ٤١١/٨): حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدَرُ عَشْرَةِ أَحَادِيثٍ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ.

”امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس

غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔“ (تہذیب التہذیب: ٣٣٦/٨)

یہ جرح مفسر ہے، یہ حدیث بھی عمرو بن مالک النمری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے روایت کی ہے، لہذا غیر محفوظ ہے۔

تنبیہ ②:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ».

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ صفوں کی دائیں جانب پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے صفوں

کی دائیں جانب کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔“

(سنن أبي داود: 675، سنن ابن ماجه: 1005)

اس کی سند امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

ستونوں کے درمیان صف:

بوقت ضرورت ستونوں کے درمیان صف بنائی جاسکتی ہے، جیسا کہ عبد الحمید بن محمود بیان

کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي الصَّفِّ، فَرَمَوْا بِنَا حَتَّى أَلْقَيْنَا بَيْنَ السَّوَارِي، فَتَأَخَّرَ، فَلَمَّا صَلَّى؛ قَالَ: قَدْ كُنَّا نَنْتَقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ صف میں تھے۔ (رَش میں) لوگوں نے ہمیں دھکیلا، حتیٰ کہ ہم ستونوں کے درمیان چلے گئے۔ آپ ﷺ (ستونوں سے) پیچھے ہٹ گئے۔ جب نماز مکمل کی تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں ہم ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بچا کرتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد: 104/3؛ سنن أبي داود: 673؛ سنن النسائي: 820؛ سنن الترمذي: 229؛ السنن الكبرى للبيهقي: 104/3، واللفظ له؛ المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 218، 210/1، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“، جب کہ امام خزیمہ (۱۵۶۸)، امام ابن حبان (۲۲۱۸) اور امام حاکم (۲۱۸/۱) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: 578/1)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ.

”اہل علم کی ایک جماعت نے ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔“

امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ یہی کہتے ہیں۔ جب کہ اہل علم کی ایک جماعت اس بارے میں رخصت بھی دیتی ہے۔“

(سنن الترمذی، تحت الحدیث: 229)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَصُفُّوْا بَيْنَ السَّوَارِي .

”ستونوں کے درمیان صف نہ بناؤ۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 104/3، وسنده صحيح)

امام ابن منذر رحمہ اللہ (م: ۳۱۹ھ) لکھتے ہیں:

وَلَوْ اتَّقَى مُتَقٍ كَانَ حَسَنًا، وَلَا مَأْثَمَ عِنْدِي عَلَى فَاعِلِهِ .

”اگر کوئی اس سے بچے تو اچھا ہے، لیکن میرے نزدیک ایسا کرنے والے پر کوئی

گناہ نہیں۔“ (الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 4/184)

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ الصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِي عِنْدَ الضَّيِّقِ، وَأَمَّا مَعَ

السَّعَةِ؛ فَهُوَ مَكْرُوهٌ لِلْجَمَاعَةِ، فَأَمَّا الْوَاحِدُ؛ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَقَدْ

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ بَيْنَ سَوَارِيهَا .

”بتنگی کے وقت ستونوں کے درمیان صف بنانے کے جواز میں کوئی اختلاف

نہیں۔ ہاں، جگہ کی وسعت کے باوجود ایسا کرنا باجماعت نماز میں مکروہ ہے۔ اکیلا

شخص ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں دو ستونوں

کے درمیان نماز پڑھی تھی۔“ (عارضة الأوحدي: 28/2)

الحاصل یہ کراہت تنزیہی ہے۔ بامر مجبوری ستونوں کے درمیان صف بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

بالائی منزل اور تہ خانہ وغیرہ میں نماز :

عورتوں کی صف اگر منزل کی بالائی منزل پر یا تہ خانہ میں ہو اور مردوں کی صف زمین کی سطح پر ہو، نیز عورتوں کی صف مردوں کی صف سے مقدم ہو، تب بھی نماز درست ہے۔ اسی طرح عورتوں کی صف اور امام کے درمیان دیوار یا پردہ حائل ہو تو بھی نماز صحیح ہوگی۔

بامر مجبوری اور عذر کی صورت میں عورتوں کی صف امام سے مقدم ہو، درمیان میں دیوار یا کوئی پردہ حائل ہو تو بھی نماز درست ہوگی۔ کیوں کہ آڑ کی صورت میں وہ امام کے پیچھے ہی متصور ہوگی۔

اسی طرح اگر امام ایک کمرے میں ہو اور اس کے ساتھ چند مقتدی ہوں اور جگہ کی تنگی کی بنا پر باقی مقتدی دوسرے کمرے میں امام کی اقتدا کریں تو یہ بھی درست ہے۔

اگر کسی مسجد سے متصل مکان میں امام کی تکبیرات سنائی دیتی ہوں تو اس مکان کی چھت یا صحن میں امام کی اقتدا درست ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں :

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ، وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أَنَسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ .

”رسول اللہ ﷺ رات کو اپنے حجرہ میں نماز ادا فرماتے۔ حجرے کی دیوار چھوٹی

تھی، صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کے سراپہ مبارک کو دیکھا اور کھڑے ہو کر آپ کی اقتدا کرنے لگے۔“ (صحیح البخاری: 729)

سید الفقہاء، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:
بَابُ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ.

”اس صورت کا بیان جب امام اور مقتدیوں کے مابین دیوار یا پردہ حائل ہو۔“
② صالح مولیٰ تو اُمہ کہتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَوْقَ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، وَهُوَ أَسْفَلُ.
”میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر امام کی اقتدا میں نماز پڑھی، حالانکہ امام نیچے تھا۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 222/2، وسنده حسن)
③ سعید بن مسلم کہتے ہیں:

رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ،
وَمَعَهُ رَجُلٌ آخَرُ، يَعْنِي وَيَأْتُمُّ بِالْإِمَامِ.
”میں نے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ مسجد کی چھت پر مغرب کی امام کی اقتدا میں نماز پڑھی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 222/2، وسنده صحيح)

④ منصور بن معتمر بیان کرتے ہیں:

كَانَ إِلَى جَنْبِ مَسْجِدِنَا سَطْحٌ، عَنْ يَمِينِ الْمَسْجِدِ، أَسْفَلُ مِنَ
الْإِمَامِ، فَكَانَ قَوْمٌ هَارِبِينَ فِي إِمَارَةِ الْحَجَّاجِ، وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ
الْمَسْجِدِ حَائِطٌ طَوِيلٌ يُصَلُّونَ عَلَى ذَلِكَ السَّطْحِ، وَيَأْتُمُّونَ

بِالْإِمَامِ، فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ، فَرَأَاهُ حَسَنًا.

”ہماری مسجد کی دائیں جانب ایک جگہ تھی، جو امام کی جگہ کی نسبت نیچی تھی۔ کچھ لوگ حجاج کے دور میں بھاگے ہوئے تھے، ان کے اور مسجد کے درمیان ایک لمبی دیوار حائل تھی۔ وہ اس امام کی اقتدا میں اس جگہ نماز ادا کرتے تھے۔ میں نے امام ابراہیم رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے درست خیال کیا۔“
(مصنف ابن أبي شيبة: 222/2، وسنده صحيح)

⑤ عبد اللہ بن عون بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ مُحَمَّدٌ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ، يُصَلِّي بِصَلَاةِ الْإِمَامِ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: لَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ.

”امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان المبارک میں کسی گھر کی چھت پر امام کی اقتدا میں نماز پڑھے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتا، الا یہ کہ وہ امام سے آگے ہو۔“
(مصنف ابن أبي شيبة: 222/2، وسنده صحيح)

⑥ ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُرْوَةَ كَانَ يُصَلِّي بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، وَهُوَ فِي دَارِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، وَبَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ طَرِيقٌ.

”عروہ بن زبیر تابعی رضی اللہ عنہ نماز کی اقتدا میں حمید بن عبد الرحمن بن حارث کے گھر میں نماز ادا کرتے، حالانکہ ان کے اور مسجد کے درمیان ایک راستہ تھا۔“



(مصنّف ابن أبي شيبة: 222/2، وسنده صحيح)

فائدہ ① :

بعض لوگوں نے اللہ رب العالمین کی گرفت سے بے خوف و خطر ہو کر یہ روایت گھڑ لی:
 «مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِمَامِ طَرِيقٌ أَوْ نَهْرٌ أَوْ صَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ؛ فَلَيْسَ
 هُوَ مَعَ الْإِمَامِ».

”جس کے اور امام کے درمیان راستہ، نہر یا عورتوں کی صف حائل ہو، وہ امام کی
 اقتدا میں نہیں۔“

(المبسوط للسرخسي: 184/1، 193، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع للکاساني:

240/1، البناية شرح الهداية للعيني: 353/2، المحيط البرهاني في الفقه النعماني: 421/1)

فائدہ ② :

سیدنا عقبہ بن عمرو، ابو مسعود انصاری، بدری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:
 نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ فَوْقَ شَيْءٍ،
 وَالنَّاسَ خَلْفَهُ.

”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی امام کسی بلند چیز پر کھڑا ہو، اس حال میں

لوگ (نیچے) اس کی اقتدا کر رہے ہوں۔“ (سنن الدارقطني: 1882)

اس کی سند سلیمان بن مہران اعمش اور ابراہیم بن یزید نخعی کی ”تدلیس“ کی وجہ سے

”ضعیف“ ہے۔

فائدہ ③ :

عسلی بن ابوعزہ، امام شععی رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

سَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَأْتُمُ بِالْإِمَامِ وَيَبْنِيهِمَا طَرِيقٌ، فَقَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ لَهَا.

”میں نے ان سے عورت کے بارے میں پوچھا کہ اس کے اور امام کے درمیان میں راستہ حائل ہو۔ انہوں نے فرمایا: اس کے لیے ایسی صورت میں اقتدا کرنا

جائز نہیں۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 222/2، وسندّه صحيح)

امام شعیب رحمہ اللہ کا یہ قول صحیح حدیث اور سلف صالحین کے فہم کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

فائدہ ④ :

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول منسوب ہے :

إِذَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِمَامِ طَرِيقٌ، أَوْ نَهْرٌ، أَوْ حَائِطٌ؛ فَلَيْسَ مَعَهُ.

”جب نمازی اور امام کے درمیان راستہ، نہریا دیوار حائل ہو، تو وہ امام کی اقتدا

میں نہیں ہے۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 222/2)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیوں کہ:

① نعيم بن ابو هند کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع و لقا نہیں ہے۔

② حفص بن غیاث راوی ”مدلس“ ہے۔

③ لیث بن ابوسلیم جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف، ہیء الحفظ“ ہے۔

مصنف عبد الرزاق (4880) والی سند میں نعيم بن ابو هند اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان

”انقطاع“ کے ساتھ ساتھ سلیمان بن طرخان تبی اور امام عبد الرزاق کی ”مدلس“ ہے۔

فائدہ ⑤ :

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے :

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ، أَوْ نِسَاءٌ.

”وہ امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کو اس وقت مکروہ سمجھتے تھے جب نمازی اور امام

کے درمیان راستہ یا عورتیں ہوتیں۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 2/222)

اس کی سند سفیان ثوری اور اعمش کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

مصنف عبد الرزاق (4882) والی سند میں ابن ماجلد اور اس کا باپ ماجلد کون ہے؟ ان

کی تعیین و توثیق درکار ہے۔ نیز امام عبد الرزاق ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

قاضی ابو یوسف کی ”الآثار“ (322) کی سند جھوٹی ہے۔ یوسف بن ابو یوسف کی توثیق

نہیں مل سکی۔ صاحب کتاب قاضی ابو یوسف جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ ہیں اور ان

کے استاذ نعمان بن ثابت باتفاق محدثین ”ضعیف و متروک“ ہیں۔ مزید یہ کہ حماد بن ابوسلیمان

راوی ”مختلط“ بھی ہیں۔ نعمان بن ثابت صاحب نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

محمد بن حسن شیبانی کی ”الآثار“ (115) والی سند کا بھی یہی حال ہے۔ محمد بن حسن شیبانی

”متروک و کذاب“ ہے۔ اس کے استاذ بھی باتفاق محدثین ”ضعیف و متروک“ ہیں۔ حماد بن ابو

سلیمان کا ”اختلاط“ بھی ہے۔

ہیجڑوں کی صف :

خُنْثٰی (ہیجڑے) میں اگر مردوں والی علامات پائی جائیں تو وہ مردوں کی صف میں کھڑا ہو

گا اور اگر عورتوں کی والی علامات ہوں تو عورتوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔ البتہ خُنْثٰی مشکل (جس

میں کسی ایک جنس کی علامات واضح نہ ہوں) مردوں کے ساتھ کھڑا ہو۔

صف مکمل ہو تو امام کے ساتھ کھڑا ہونا :

صف مکمل ہونے کی صورت میں مقتدی کا امام کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا درست نہیں، جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کر رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ؛ اسْتَأْخَرَ.

”جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے۔“

(صحیح البخاری: 683، صحیح مسلم: 418)

معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے ساتھ صف مکمل ہونے کی صورت میں کھڑا نہیں ہو سکتا، تب ہی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ عذر کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا۔

بعض لوگ اس مسئلہ میں ایک ”ضعیف“ حدیث کو دلیل بنا کر صف مکمل ہونے کی صورت میں امام کے ساتھ کھڑے ہونے کو جائز سمجھتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلِمْنِي عَمَلًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ، قَالَ : «كُنْ مُؤَدِّنًا، أَوْ إِمَامًا، أَوْ بِإِزَاءِ الْإِمَامِ» .

”ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے ایسا عمل بتائیے جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا مؤذن بن جاؤ، یا امام یا امام کے برابر کھڑے ہو جاؤ۔“

(التاریخ الكبير للبخاري: 37/1، المعجم الأوسط للطبراني: 7737، الكامل في

ضعفاء الرجال لابن عدي: 284/7، الضعفاء الكبير للعقيلي: 22/4)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیوں کہ محمد بن اسماعیل ضعیفی راوی ”منکر الحدیث“ ہے۔ امام

بخاری (التاریخ الکبیر: 37/1)، امام ابن عدی (الکامل فی ضعفاء الرجال: 284/7) اور امام ابن الجارود (لسان المیزان لابن حجر: 467/6) نے اسے ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔
امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اسے ”مجہول“ کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 189/7)

سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 49/9) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔
مصنف ابن ابوشیبہ (537/2) میں امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول یونس بن عبید کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔
اسی طرح ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے قول کی سند میں ہشیم بن بشیر ”مدلس“ ہیں، انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

کرسی پر نماز:

حتی المقدور کرسی پر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے، کیوں کہ یہ کوئی مستحسن اقدام نہیں، ہاں! اگر کوئی چارہ نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ذرا سی تکلیف پر نماز میں کرسی استعمال کی جاتی ہے، جب کہ دکانوں اور گھروں میں کرسی کے بغیر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے یہی بیماریاں اور یہی عذر موجود تھے، لیکن مسجدوں میں یہ حال نہیں تھا، اب دیکھا دیکھی مسجد میں رواج پڑ گیا ہے۔ مساجد اسمبلی حال کا منظر پیش کرتی نظر آتی ہیں۔ ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی اس بارے میں اصلاح فرمائیں۔

نماز میں بے وضو ہو جائے تو؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن کتنا محترم ہے، یہ محاسن اسلام میں سے ہے کہ جہاں کہیں بھی انسان کے عزت و وقار کو ٹھیس پہنچنے کا خدشہ ہو، وہاں اس کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ غور کریں کہ کوئی شخص صف میں کھڑا ہے، وضو ٹوٹنے پر ناک پکڑ کر صف سے خارج ہو جائے، لوگ یہی

سمجھیں گے کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے، کسی کے ذہن میں خیال تک نہیں جائے گا کہ اس کی ہوا خارج ہوگئی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ؛ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ» .
 ”جب تم میں سے کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے تو اپنا ناک پکڑ کر صف سے نکل جائے۔“ (سنن أبي داود: 1114؛ سنن ابن ماجه: 1222، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۲۲۲)، امام ابن خزیمہ (۱۰۱۹) اور امام ابن حبان (۲۲۳۹) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم (۱۸۴/۱-۲۶۰) نے اسے ”امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ بوسیری کہتے ہیں کہ اس کی سند ”صحیح“ اور راوی ”ثقة“ ہیں۔

(مصباح الزجاجاة في زوائد ابن ماجه: 145/1)

علامہ خطابی (۳۱۹-۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَمْرُهُ أَنْ يَأْخُذَ بِأَنْفِهِ لِيُوهِمَ الْقَوْمَ أَنَّ بِهِ رُعَافًا، وَفِي هَذَا بَابٌ مِّنَ الْإِخْفَاءِ بِالْأَدَبِ فِي سِتْرِ الْعَوْرَةِ وَإِخْفَاءِ الْقَبِيحِ مِنَ الْأَمْرِ وَالتَّوْبَةِ بِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، وَلَيْسَ يَدْخُلُ فِي هَذَا الْبَابِ الرِّيَاءُ وَالْكَذِبُ، وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّجَمُّلِ وَاسْتِعْمَالِ الْحَيَاءِ وَطَلَبِ السَّلَامَةِ مِنَ النَّاسِ .

”رسول اللہ ﷺ نے نمازی کو اپنا ناک پکڑ کر صف سے نکلنے کا حکم اس لیے دیا کہ لوگوں کو یہ شک ہو کہ اس کی نکسیر پھوٹی ہے۔ اس نبوی تعلیم سے عیوب کو چھپانے

کے حوالے سے ادب کو اختیار کرنا، ناپسندیدہ معاملات کو خفیہ رکھنا اور مکروہ کاموں کا احسن انداز میں توریہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اس معاملے میں ریاکاری و جھوٹ کو کوئی دخل نہیں۔ یہ تو احسن انداز، حیا داری اور لوگوں سے سلامتی کی راہ ہے۔“

(معالم السنن: 249/1)

دو آدمیوں کی جماعت :

کم از کم صف دو آدمیوں کی ہوتی ہے، جیسا کہ:

✽ سیدنا مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی نبی کریم سے واپس جانے کی اجازت طلب کرنے کے لیے گئے تو آپ نے ہمیں فرمایا:

«إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ؛ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، ثُمَّ لِيَوْمُكُمْ أَكْبَرُكُمْ».

”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم اذان واقامت کہو۔ پھر تم میں سے عمر میں بڑا

امام بنے۔“ (صحیح البخاری: 658؛ صحیح مسلم: 293)

جب دو آدمی جماعت کرائیں تو ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوں گے، جیسا کہ:

✽ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَجَرَّنِي، فَجَعَلَنِي حِذَاءَهُ».

”میں رات کے آخری حصے میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے (نماز میں) میرے ہاتھ سے پکڑ کر مجھے کھینچا اور اپنے برابر

کھڑا کر دیا۔“ (مسند الإمام أحمد: 3/330، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۵۳۲/۳) نے ”صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے

اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✽ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ، أَوْ قَالَ: خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

”میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور چار رکعتیں ادا کر کے سو گئے۔ پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دائیں جانب کر دیا۔ پھر پانچ رکعات پڑھیں، اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔“ (صحیح البخاری: 697، صحیح مسلم: 763)

فقہ امت، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث یہ مسئلہ اخذ کیا ہے:

يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ.

”مقتدی امام کی دائیں جانب امام کے بالکل برابر کھڑا ہوگا، جب دو مرد جماعت کرائیں۔“

شرح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

وَقَوْلُهُ: سَوَاءً، أَيُّ لَا يَتَقَدَّمُ وَلَا يَتَأَخَّرُ، وَفِي انْتِزَاعِ هَذَا مِنْ

الْحَدِيثِ الَّذِي أَوْرَدَهُ بَعْدُ، وَقَدْ قَالَ أَصْحَابُنَا: يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقِفَ الْمَأْمُومُ دُونَهُ قَلِيلًا، وَكَأَنَّ الْمُصَنِّفَ أَشَارَ بِذَلِكَ إِلَى مَا وَقَعَ فِي بَعْضِ طُرُقِهِ، فَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الطَّهَارَةِ مِنْ رِوَايَةِ مَحْرَمَةٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِلَفْظٍ: فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، وَظَاهِرُهُ الْمُسَاوَاةُ.

”امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی برابر ہو، یعنی امام سے نہ آگے ہو نہ پیچھے۔ جو حدیث امام صاحب نے پیش کی ہے، اس سے یہ استنباط دقیق ہے۔ ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ مقتدی امام سے تھوڑا پیچھے کھڑا ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان الفاظ کی طرف اشارہ کیا ہے، جو اس حدیث کی بعض سندوں میں موجود ہیں۔ کتاب الطہارت میں مخرمہ عن کریم عن ابن عباس کی سند سے یہ الفاظ مذکور ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک جانب کھڑا ہوا۔ اس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما برابر کھڑے ہوئے تھے۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: 190/2)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قُمْتُ وَرَاءَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي، فَخَالَفَ عَبْدُ اللَّهِ بِيَدِهِ، فَجَعَلَنِي حِذَاءَهُ.

”میں ایک نماز میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میرے علاوہ آپ کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مجھے اپنے برابر کھڑا کر دیا۔“ (الموطأ للإمام مالک: 1/134، وسندہ صحیح)

نبی اکرم ﷺ کے مرض وفات میں نماز کے احوال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان کرتی ہیں:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کر رہے تھے، آپ ﷺ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے تشریف لائے، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہیں۔ اس کے بعد:

فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ.

”رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایک جانب ان کے برابر بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔“ (صحیح البخاری: 683، صحیح مسلم: 418)

ثابت ہوا کہ جب دو آدمی جماعت کر رہے ہوں تو مقتدی امام کی دائیں جانب بالکل برابر ساتھ مل کر کھڑا ہوگا۔ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا بھی یہی مذہب ہے۔

لیکن المبسوط للسرخسی (۴۳۷)، بدائع الصنائع للکاسانی الحنفی (۱۵۹/۱) اور الہدایہ (۱۲۶/۱، باب الإمامة) میں محمد بن حسن شیبانی کا قول ہے کہ مقتدی اپنی انگلیاں امام کی ایڑھی کے برابر رکھے۔

حنفی عوام نے یہ بے دلیل اور مخالف سنت قول لے لیا ہے، جب کہ خواہشات کی پیروی میں صحیح احادیث اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہ عجیب تر بات ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ﴾ (الجاثیة 23:45)

”کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا

لیا ہے؟“

شارح ہدایہ، علامہ عینی حنفی (۷۲۰-۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:
وَلَا يَتَأَخَّرُ عَنِ الْإِمَامِ، لِأَنَّ التَّأَخَّرَ خِلَافُ السُّنَّةِ .

”مقتدی امام سے پیچھے نہ ہٹے، کیوں کہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہونا خلاف سنت ہے۔“

(البنایۃ فی شرح الہدایۃ: 340/2)

علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی حنفی (م: ۱۲۳۱ھ) کہتے ہیں:

وَالَّذِي فِي شُرُوحِ الْهُدَايَةِ وَالْقُدُورِيِّ وَالْكَنْزِ وَالْبَرْهَانِ وَالْقَهْهَسْتَانِي
أَنَّهُ يَقِفُ مُسَاوِيًّا لَهُ بِدُونِ تَقَدُّمٍ وَبِدُونِ تَأَخُّرٍ مِّنْ غَيْرِ فُرْجَةٍ فِي
ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .

”ہدایہ و قدروی کی شروحات، کنز، برہان، قہستانی میں یہی لکھا ہوا ہے کہ ظاہر الروایہ میں مقتدی امام کے برابر کھڑا ہوگا، ذرا بھی آگے پیچھے نہیں ہوگا، نیز امام اور مقتدی کے درمیان کوئی خالی جگہ نہیں ہوگی۔“

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح: 305)

ناصر السنۃ، علامہ البانی رحمہ اللہ (م: ۱۲۲۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السُّنَّةَ أَنَّ يَقْتَدِيَ الْمُصَلِّيَ مَعَ الْإِمَامِ عَنْ يَمِينِهِ وَحِذَائِهِ، غَيْرَ
مُتَقَدِّمٍ عَلَيْهِ، وَلَا مُتَأَخِّرٍ عَنْهُ، خِلَافًا لِّمَا فِي بَعْضِ الْمَذَاهِبِ أَنَّهُ
يَنْبَغِي أَنْ يَتَأَخَّرَ عَنِ الْإِمَامِ قَلِيلًا، بِحَيْثُ يَجْعَلُ أَصَابِعَ رِجْلِهِ حِذَاءَ
عَقِبَيِ الْإِمَامِ، أَوْ نَحْوَهُ، وَهَذَا كَمَا تَرَى خِلَافَ هَذَا الْحَدِيثِ
الصَّحِيحِ، وَبِهِ عَمِلَ بَعْضُ السَّلَفِ .

”سنت طریقہ یہ ہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا امام کی دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہو، اس سے نہ آگے ہونہ پیچھے۔ اس کے برعکس بعض مذاہب میں یہ مذکور ہے کہ مقتدی امام سے اتنا پیچھے ہو کر کھڑا ہو کہ اپنے پاؤں کی انگلیاں تقریباً امام کی ایڑھیوں کے برابر رکھے۔ یہ بات جیسے آپ دیکھ ہی رہے ہیں، اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ بعض اسلاف نے اس پر (امام کے برابر کھڑا ہونے پر) عمل بھی کیا ہے۔“

(سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة : 175/6، تحت

حدیث: 2590)

نیز فرماتے ہیں:

فَالْقَوْلُ بِاسْتِحْبَابِ أَنْ يَقِفَ الْمَأْمُومُ دُونَ الْإِمَامِ قَلِيلًا، كَمَا جَاءَ فِي بَعْضِ الْمَذَاهِبِ عَلَى تَفْصِيلٍ فِي ذَلِكَ لِبَعْضِهَا، مَعَ أَنَّهُ مِمَّا لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ فِي السُّنَّةِ، فَهُوَ مُخَالَفٌ لظَوَاهِرِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ .

”امام سے تھوڑا پیچھے کھڑا ہونے کو مستحب کہنا، جیسا کہ بعض مذاہب میں مذکور ہے، اگرچہ ان میں سے بعض اس میں تفصیل بھی کرتے ہیں، نیز اس پر سنت سے کوئی دلیل بھی نہیں ملتی، یہ ان احادیث کے واضح مفہوم کے خلاف بھی ہے۔“

(سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة : 270/1)

جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں برابر کھڑے ہوں گے، کوئی آگے پیچھے نہیں ہوگا اور امام محمد کے نزدیک مقتدی اپنا بچہ امام کی ایڑھیوں کی محاذات میں رکھے گا۔ فقہائے حنفیہ نے فرمایا کہ اگرچہ دلیل

کے اعتبار سے شیخین کا قول راجح ہے، لیکن تعامل امام محمد کے قول پر ہے اور وہ احوط بھی ہے، اس لیے کہ برابر کھڑے ہونے میں غیر شعوری طور پر آگے بڑھ جانے کا اندیشہ پایا جاتا ہے، جب کہ امام محمد کا قول اختیار کرنے کی صورت میں یہ خطرہ نہیں ہے، لہذا فتویٰ بھی امام محمد ہی کے قول پر ہے۔“

(درس ترمذی از تقی: 1/489-490)

بڑا حوصلہ ہے کہ دلیل بھی اپنے امام کے قول کے موافق دیکھ کر پھر اسے رد کر دیا جائے اور بغیر کسی دلیل کے خلاف سنت قول کو مفتی بہ اور احوط قرار دے کر اپنا لیا جائے! پھر تقلید کے وجوب کا نعرہ بھی لگایا جائے اور غیر مقلدین کو طعنے بھی دیے جائیں۔

اگر کوئی تبع سنت یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان آ جانے کے بعد امام ابوحنیفہ کی بات نہیں مانی جاسکتی تو وہ مطعون قرار دیا جاتا ہے، جب کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد کا بے دلیل ”فرمان“ آ جانے کے بعد امام ابوحنیفہ اور ان کے خاص شاگرد ابو یوسف کی بات ٹھکرا دینا بالکل درست اور احوط ٹھہرے!

یہ روش نہ تقلید ہے نہ اتباع۔ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

دو مردوں کی جماعت میں تیسرے مرد کی شمولیت :

جب دو مرد باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو بعد میں آنے والا مرد مقتدی کو پیچھے کھینچ لے گا یا جگہ کی مناسبت سے امام کو آگے کر دے گا، جیسا کہ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُفِئْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ

صَخْرٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا، فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ .

(نبی اکرم ﷺ نماز میں تھے)۔ میں آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے (نماز ہی میں) مجھے ہاتھ سے پکڑا اور پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی اکرم ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہم دونوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے پیچھے کر دیا۔ (صحیح مسلم : 3010)

عورت کی محاذات کا مسئلہ :

عورتوں کی صفیں مردوں کی صفوں کے بعد ہوتی ہیں۔ عورت یا عورتوں کو نماز کے لیے مرد یا مردوں کے برابر کھڑا نہیں ہونا چاہیے، لیکن اگر کسی مجبوری کی بنا پر یا غلطی سے ایسا ہو جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ جب کہ احناف مقلدین محاذات (عورت کے مرد کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھ لینے) کے حوالے سے چند باطل صورتیں بیان کرتے ہیں۔ اہل علم نے ان کا خوب رد کر دیا ہے۔ وہ باطل صورتیں درج ذیل ہیں :

① ”عورت کا امام کے آگے یا برابر ہونا، اس سے امام اور اس عورت اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

② عورت کا امام اور مقتدی مردوں کی صف کے درمیان میں یا مقتدی مردوں کی صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا، اس صورت میں ایک عورت اپنے

پیچھے والی صرف پہلی صف کے محاذی ایک مرد کی نماز فاسد کرے گی اور دو عورتیں صرف پیچھے والی پہلی صف کے دو محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین عورتیں پیچھے والی تمام صفوں کے تین تین محاذی مردوں کی نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں صف تام کے حکم میں ہونے کی وجہ سے پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

ایک یا دو عورتیں آگے ہونے کی صورت میں اگر ان کے اور مردوں کے درمیان سترہ بقدر ایک ہاتھ حائل ہوگا تو مانع فساد ہوگا۔ اس سے کم مانع فساد نہیں۔ اور تین یا زیادہ عورتیں آگے ہونے کی صورت میں سترہ حائل ہونے کا اعتبار نہیں اور فساد نماز کا حکم بدستور برقرار رہے گا۔

③ عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا، پس ایک عورت تین آدمیوں کی نماز فاسد کرے گی۔ ایک اپنے دائیں اور ایک بائیں اور ایک پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے آدمی کی اور دو عورتیں چار آدمیوں کی، یعنی ایک دائیں اور ایک بائیں اور دو پیچھے والی پہلی صف کے اپنی سیدھ والے دو آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔ اور تین عورتیں ایک ایک دائیں بائیں والے آدمی کی اور پیچھے والی ہر صف کے تین تین محاذی آدمیوں کی آخر صفوں تک نماز فاسد کریں گی اور تین سے زیادہ عورتیں دائیں اور بائیں والے ایک ایک آدمی کی اور پیچھے والی تمام صفوں کے تمام آدمیوں کی نماز فاسد کریں گی۔

④ ایک ہی صف میں ایک طرف آدمی ہو اور ایک طرف عورتیں ہوں اور ان کے درمیان میں کوئی حائل نہ ہو، تو صرف اس ایک آدمی کی نماز فاسد ہو گی، جو عورت کے متصل محاذی ہوگا اور باقی آدمیوں کی نماز درست ہو جائے گی،

کیوں کہ یہ آدمی باقی آدمیوں اور عورتوں کے درمیان بمنزلہ سترہ ہو جائے گا۔

⑤ قدر آدم یا زیادہ اونچا چہوترہ یا سائباں یا بالا خانہ وغیرہ ہے اور اس کے اوپر مرد ہیں اور نیچے ان کے محاذی عورتیں ہیں یا اس کے برعکس یعنی عورتیں اوپر ہیں اور نیچے ان کے محاذی مرد ہیں، تو یہ قدر آدم اونچائی مانع فساد نماز ہو جائے گی اور مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ قدر آدم سے کم اونچائی مانع فساد نہ ہوگی۔“

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا از مفتی رضاء الحق دیوبندی: 276/2)

یہ ایسا گورکھ دھندا ہے، جس کی کوئی توجیہ نہ قرآن وحدیث سے ہو سکتی ہے، نہ عقل سلیم سے۔ فرضی مسائل گھڑ کر بغیر شرعی دلیل کے نمازوں کو باطل کرتے رہنا دین کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔

شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَصِفُ مَعَ الرَّجَالِ، وَأَصْلُهُ مَا يُخْشَى مِنَ الْإِفْتِتَانِ بِهَآ، فَلَوْ خَالَفَتْ؛ أَجْزَأَتْ صَلَاتُهَا عِنْدَ الْجُمْهُورِ، وَعَنِ الْحَنْفِيَّةِ تَفْسُدُ صَلَاةُ الرَّجُلِ دُونَ الْمَرْأَةِ، وَهُوَ عَجِيبٌ، وَفِي تَوْجِيهِهِ تَعْسُفٌ، حَيْثُ قَالَ قَائِلُهُمْ: دَلِيلُهُ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَخْرَوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخْرَهَنَّ اللَّهُ، وَالْأَمْرُ لِلْجُوبِ، وَحَيْثُ ظَرَفُ مَكَانٍ، وَلَا مَكَانَ يَجِبُ تَأْخُرُهُنَّ فِيهِ إِلَّا مَكَانَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا حَادَتِ الرَّجُلُ؛ فَسَدَتْ صَلَاةُ الرَّجُلِ، لِأَنَّهُ تَرَكَ مَا أَمَرَ بِهِ مِنْ تَأْخِيرِهَا، وَحِكَايَةِ هَذَا تُغْنِي عَنْ تَكْلُفِ جَوَابِهِ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ، فَقَدْ ثَبَتَ النَّهْيُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْمَغْصُوبِ، وَأَمَرَ لَا بِسُهُ أَنْ يَنْزِعَهُ، فَلَوْ خَالَفَ فَصَلَّى

فِيهِ وَلَمْ يَنْزِعْهُ؛ أَثَمَ وَأَجْزَأَتُهُ صَلَاتُهُ، فَلِمَ لَا يُقَالُ فِي الرَّجُلِ الَّذِي حَاذَتْهُ الْمَرْأَةُ ذَلِكَ؟

”عورت، مردوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہوگی۔ اس میں فتنے کا خدشہ ہے۔ اگر عورت اس حکم شرعی کی مخالفت کرے (اور مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے) تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی، جب کہ احناف کے نزدیک عورت کی نماز تو ہو جائے گی، البتہ مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بہت عجیب فتویٰ ہے۔ اس کی توجیہ کرنے میں بھی بعض نے دھاندلی سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ عورتوں کو وہاں پیچھے رکھو، جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے (یہ قول ثابت نہیں، جیسا کہ ہم نے تفصیلاً بیان کر دیا ہے)۔ یہ حکم وجوب کے لیے ہے اور حیث‘ ظرفِ مکان ہے۔ نماز کے علاوہ کوئی مقام ایسا نہیں، جہاں عورتوں کو پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ جب عورت مرد کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس نے عورت کو پیچھے کرنے والے حکم پر عمل نہیں کیا۔ اس فتوے کو نقل کر دینا ہی (اس کے فضول ہونے کے لیے کافی ہے)، چہ جائے کہ اس کا جواب دینے کی زحمت کی جائے۔ ہم ایسی واہیِ تباہی سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں۔ غصب شدہ کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور ایسے کپڑے پہننے والے کو اتار دینے کا حکم بھی ہے، لیکن وہ اس حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے تو وہ گناہ گار ہوگا، مگر اس کی نماز ہو جائے گی۔ جب یہ ہے تو اس شخص کی نماز کو درست قرار کیوں نہیں دیا جاتا، جس کے برابر میں ایک عورت خود آکر کھڑی ہو جائے؟“ (فتح الباری: 2/212)



حالانکہ خود احناف مقلدین ہی نے ایسی صورت میں نماز کو درست بھی قرار دیا ہوا ہے، جیسا کہ:

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں محاذات (عورتوں کے مردوں کے برابر ہونے) کے باوجود علمائے کرام اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

فقہ حنفی میں عورت اگر مرد کے برابر ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

ملا علی قاری حنفی (م: 1014ھ) اپنے مذہب کی ایک دلیل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فَلَا دَلَالَةٌ فِيهِ عَلَى إِبْطَالِ الصَّلَاةِ حَالَ الْمُحَاذَاةِ .

”اس میں محاذات کی صورت میں نماز کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔“

(شرح النفاية: 1/204)

دیوبندی مفتی، جناب رضاء الحق صاحب، دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقا لکھتے ہیں:

”مفتی اعظم پاکستان، ہمارے استاذ محترم، حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب

رحمہ اللہ بھی حرم میں محاذات کے باوجود نماز کی صحت کا فتویٰ دیتے تھے۔“

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا: 2/281)

فائدہ :

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول منسوب ہے:

أَخْرُوهُنَّ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللَّهُ .

”تم ان عورتوں کو پیچھے رکھو، جیسے اللہ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق: 3/149، ح: 5115، صحيح ابن خزيمة: 1700، المعجم الكبير

للطبراني: 9/295، ح: 9484، 9485، المطالب العالیة لابن حجر: 391)

اس کی سند سلیمان بن مہران اعمش کی ”تدلیس“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔ اس کا

مرفوع ہونا بے اصل ہے، جیسا کہ:

امام الائمہ، ابن خزمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْخَبَرُ مَوْقُوفٌ غَيْرُ مُسْنَدٍ .

”یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔“ (صحیح ابن خزيمة، تحت الحديث: 1700)

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ مَرْفُوعًا .

”اس حدیث کا مرفوع ہونا بے اصل ہے۔“ (نصب الراية: 36/2)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وَلَمْ يَثْبُتْ رَفْعُهُ فَضْلًا عَنْ كَوْنِهِ مِنَ الْمَشَاهِيرِ .

”اس کا مشہور ہونا تو درکنار، اس کا مرفوع ہونا بھی ثابت نہیں۔“

(فتح القدير: 360/1)

شارح ہدایہ، علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

هَذَا غَيْرُ مَرْفُوعٍ .

”یہ حدیث مرفوع نہیں۔“ (البنایة فی شرح الهدایة: 342/2)

عورت بطور امام صف کے درمیان:

جب عورت خواتین کی امامت کروائے گی تو صف کے درمیان کھڑی ہوگی، جیسا کہ حجرہ

بنت حصین بیان کرتی ہیں:

أَمَّتْنَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الْعَصْرِ، فَقَامَتْ بَيْنَنَا .

”نماز عصر میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہماری امامت کی، وہ ہمارے درمیان کھڑی

ہوئی۔“

(المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية لابن حجر: 427، وسنده صحیح)

اس کی سند کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (تحفة المحتاج: ۵۵۰) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اکیلی عورت صف ہوتی ہے :

اکیلی عورت صف ہوتی ہے، جیسا کہ :

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

صَلَّيْتُ أَنَا وَبَيْتِي فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
وَأُمِّي أُمُّ سَلِيمٍ خَلْفَنَا .

”میں اور ایک لڑکے نے ہمارے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی،
میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔“

(صحیح البخاری: 727، صحیح مسلم: 658)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے :

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِ وَبِأُمِّهِ، أَوْ خَالَتِهِ، قَالَ :
فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کی والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جب کہ عورت کو پیچھے کھڑا کیا۔“

(صحیح مسلم: 660)

❁ ایک روایت میں ہے :

صَلَّى بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِي،



فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، وَالْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے گھر کی ایک عورت کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جب کہ عورت ہمارے پیچھے تھی۔“

(مسند الإمام أحمد: 302/1، سنن النسائي: 805، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزيمة (۱۵۳۷) اور امام ابن حبان (۲۲۰۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

✽ عبد اللہ بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حِينَ تُوُفِّيَ، فَاتَاهُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِمْ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَاءَهُ، وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَرَاءَ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ غَيْرُهُمْ.

”جب ابو طلحہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ آگے ہوئے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 508/1، المستدرک علی الصحيحین للحاکم:

365/1، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام حاکم نے ”صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ

نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کا راوی عمارہ بن غزیہ مدنی جمہور محدثین کے نزدیک مطلقاً ”ثقة“ ہے۔

❀ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ، ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَكَانَ عِنْدِي لَيْلَةً زَفَافٍ امْرَأَتِي نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ أَرَادَ أَبُو ذَرٍّ أَنْ يَتَقَدَّمَ فَيُصَلِّيَ، فَجَبَذَهُ حُذَيْفَةُ، وَقَالَ: رَبُّ الْبَيْتِ أَحَقُّ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ لِأَبِي مَسْعُودٍ: أَكْذَلِك؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَتَقَدَّمْتُ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ عَبْدٌ، وَأَمْرَانِي إِذَا أَتَيْتُ بِامْرَأَتِي أَنْ أُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ، وَأَنْ تُصَلِّيَ خَلْفِي إِنْ فَعَلْتُ.

”میں نے ایک عورت سے شادی کی۔ رخصتی کی رات میرے پاس بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ جب نماز کا وقت آیا تو سیدنا ابوزر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں، لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر انہوں نے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسے ہی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔ سیدنا ابوزر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں تو دو رکعتیں ادا کروں اور اگر اس نے بھی پڑھنی ہوں، تو وہ بھی میرے پیچھے نماز پڑھ لے۔“

(الأوسط لابن المنذر: 4/156، وسنده صحيح؛ مصنف ابن أبي شيبة: 2/217 مختصراً)

ایک مرد، ایک بچے اور ایک عورت کی صف:

بچہ مرد کے دائیں جانب کھڑا ہوگا اور عورت ان دونوں کے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی، جیسا کہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِ وَبِأُمِّهِ، أَوْ خَالَتِهِ، قَالَ:
فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

”رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جب کہ عورت کو پیچھے کھڑا کیا۔“

(صحیح مسلم: 660)

ایک روایت میں ہے:

صَلَّى بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِي،
فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، وَالْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے گھر کی ایک عورت کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جب کہ عورت ہمارے پیچھے تھی۔“

(مسند الإمام أحمد: 302/1، سنن النسائي: 805، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۵۳۷) اور امام ابن حبان (۲۲۰۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

نوٹ:

اگر صرف میں گنجائش ہو تو بچے بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں، جیسا کہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ أَنَا وَبَيْنِي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا.

”میں اور ایک لڑکے نے ہمارے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔“

میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔“

(صحیح البخاری: 727، صحیح مسلم: 658)

یاد رہے کہ اگر بچے سمجھ دار ہوں، نماز اور طریقہ نماز جانتے ہوں، پاکی و پلیدی کی تمیز رکھتے ہوں، تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

بعض لوگ چھوٹے اور نا سمجھ بچوں کو جنہوں نے وضو بھی نہیں کیا ہوتا، صف میں کھڑا کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل درست نہیں۔ اس سے امام کی نماز پر برا اثر پڑتا ہے۔

مرد کی اقتدا میں صرف عورتوں کی نماز:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! آج رات مجھ سے ایک کام ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ کیا اے ابی؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے گھر کی عورتوں نے مجھے کہا: ہم قرآن کریم پڑھی ہوئی نہیں، اس لیے ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی۔

فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

”میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، پھر وتر پڑھائے، اس بات پر آپ ﷺ نے رضامندی کا اظہار فرماتے ہوئے کچھ نہیں کہا۔“

(مسند أبي يعلى: ۳۶۲/۲، زوائد مسند الإمام أحمد: ۱۱۵/۵، المعجم الأوسط للطبراني:

۱۴۱/۴، قيام الليل للمروزي: ۲۱۷، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۵۵۰) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس

کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷۴/۲)

ایک مرد اور ایک عورت کی نماز:

ایک مرد کے ساتھ اپنی زوجہ یا کوئی محرم عورت ہو تو مرد آگے اور عورت پچھلی صف میں کھڑی ہوگی، کیوں کہ اکیلی عورت کا صف بنانا امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

✽ عبد اللہ بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حِينَ تُوَفِّي، فَأَتَاهُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِمْ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَاءَهُ، وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَرَاءَ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ غَيْرُهُمْ.

”جب ابو طلحہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ آگے ہوئے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوي : 508/1، المستدرک علی الصحيحین للحاکم :

365/1، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام حاکم نے ”صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کا راوی عمارہ بن غزیہ مدنی جمہور محدثین کے نزدیک مطلقاً ”ثقة“ ہے۔

✽ سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ، ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَكَانَ عِنْدِي لَيْلَةً زَفَافِ امْرَأَتِي نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ أَرَادَ أَبُو ذَرٍّ أَنْ يَتَقَدَّمَ فَيُصَلِّيَ، فَجَبَذَهُ حُذَيْفَةُ، وَقَالَ: رَبُّ الْبَيْتِ أَحَقُّ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ لِأَبِي مَسْعُودٍ: أَكْذَلِك؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَتَقَدَّمْتُ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ عَبْدٌ، وَأَمْرَانِي إِذَا أَتَيْتُ بِأَمْرَاتِي أَنْ أَصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ، وَأَنْ تُصَلِّيَ خَلْفِي إِنْ فَعَلْتُ.

”میں نے ایک عورت سے شادی کی۔ رخصتی کی رات میرے پاس بہت سے صحابہ کرام موجود تھے۔ جب نماز کا وقت آیا تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں، لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر انہوں نے سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسے ہی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں تو دو رکعتیں ادا کروں اور اگر اس نے بھی پڑھنی ہوں، تو وہ بھی میرے پیچھے نماز پڑھ لے۔“

(الأوسط لابن المنذر: 4/156، وسنده صحيح؛ مصنف ابن أبي شيبة: 2/217 مختصراً)

تین مردوں کی جماعت :

اگر دو مقتدی ہوں تو امام ان کے آگے کھڑا ہوگا، جیسا کہ:

✽ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ

صَخْرٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا، فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ .

(نبی اکرم ﷺ نماز میں تھے)۔ میں آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے (نماز ہی میں) مجھے ہاتھ سے پکڑا اور پیچھے سے گھماتے ہوئے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی اکرم ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہم دونوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے پیچھے کر دیا۔ (صحیح مسلم: 3010)

✽ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :

صَلَّيْتُ أَنَا وَبَيْتِي فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا .

”میں اور ایک لڑکے نے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں اپنے گھر میں نماز ادا کی۔ میری والدہ ام سلیم (رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے (کھڑی نماز ادا کر رہی) تھیں۔“

(صحیح البخاری: 727، صحیح مسلم: 658)

✽ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں اپنی اور سیدنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے بارے میں بیان کرتے ہیں :

فَقَامَ، فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ .

”آپ ﷺ (آگے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی۔

جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔“

(صحیح البخاری: 840، صحیح مسلم: 33)

حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً أَنَّهُمْ يَقِفُونَ وَرَأَيْتُهُ، وَأَمَّا الْوَاحِدُ؛ فَيَقِفُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً، وَنَقَلَ جَمَاعَةُ الْإِجْمَاعِ فِيهِ .
 ”اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب تین مرد نمازی ہوں گے تو دو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، لیکن اگر مقتدی ایک ہوگا تو وہ تمام علمائے کرام کے نزدیک امام کی دائیں جانب ہی کھڑا ہوگا۔ اس مسئلہ میں اہل علم کی ایک جماعت نے اجماع نقل کیا ہے۔“ (شرح صحیح مسلم: 16/5)

تنبیہ:

علقہ اور اسود تابعی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: أَصَلَّى مِنْ خَلْفُكُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَامَ بَيْنَهُمَا، وَجَعَلَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ .

”وہ دونوں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تمہارے پیچھے والوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے اور ایک کو دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کر لیا۔“ (صحیح مسلم: 534)

دراصل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے اس طریقے کے مطابق ایسا کرتے تھے،

جو انہوں نے دیکھا تھا۔ اسود رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ .

”ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرے اور علقمہ کے درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔
پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(سنن أبي داود: 613، سنن النسائي: 800، وسنده حسن)

لیکن یہ حدیث منسوخ ہوگئی تھی، نسخ احادیث ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، لیکن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا نسخ معلوم نہ ہوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ امت کا اجماع نسخ احادیث پر عمل کی صورت میں ہوا۔

مقتدی کب کھڑے ہوں؟

مقتدی کب کھڑے ہوں؟ اس مسئلہ میں وسعت ہے، امام کے آنے کا یقین ہو تو پہلے بھی کھڑا ہوا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اقامت کے شروع میں، قد قامت الصلاة کے الفاظ سن کر اور اقامت مکمل ہونے کے بعد بھی کھڑا ہونا درست ہے، جیسا کہ:

✽ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ؛ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي» .

”جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو جب تک مجھے نہ دیکھو، کھڑے نہ ہو جاؤ۔“

(صحیح البخاری: 637، صحیح مسلم: 604)

✽ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا دَحَضْتُ، فَلَا يُقِيمُ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ يَرَاهُ .

”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (ظہر کی) اذان اس وقت کہتے جب سورج (سر سے) ڈھل

جاتا۔ جب تک رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لاتے، سیدنا بلال اقامت نہ کہتے۔
جب آپ ﷺ گھر سے نکلتے، تو آپ کو دیکھتے ہی بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہہ دیتے۔“

(صحیح مسلم: 606)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی آمد کے انتظار میں رہتے تھے۔ جوں ہی آپ ﷺ نمودار ہوتے، آپ کو دیکھتے ہی اقامت کہہ دیتے۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیتے، وہ بھی کھڑے ہو جاتے، یوں دونوں حدیثوں میں جمع و تطبیق ہو جاتی ہے۔

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَأْخُذُ
النَّاسُ مَصَافَهُمْ، قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَهُ.
”رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کی اقامت کہہ دی جاتی۔ آپ ﷺ کے اپنی جگہ پر
کھڑے ہونے سے پہلے ہی لوگ صفوں میں اپنی جگہوں پر کھڑے ہو جاتے۔“

(صحیح البخاری: 639، صحیح مسلم: 605، واللفظ له)

ایسا تو بیان جواز یا عذر کی بنا پر کبھی کبھار ہو جاتا ہوگا، جیسا کہ:

✽ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَيُجْمَعُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ بِأَنَّ ذَلِكَ رُبَّمَا وَقَعَ لِبَيَانَ
الْجَوَازِ.

”اس حدیث اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ ایسا نبی
اکرم ﷺ نے کبھی کبھار بیان جواز کے لیے کیا۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: 120/2)

مردوں اور عورتوں کی بہتر صفیں :

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا».

”مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی اور کم ترین صف آخری ہوتی ہے، جب کہ عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری اور سب سے کم تر پہلی ہوتی ہے۔“

(صحیح مسلم: 440)

جب عورت امام ہو تو عورتوں کی پہلی صف ہی افضل ہوگی۔

عورتوں کی صف کہاں ہو؟

عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہوگی۔ اگر بچے بھی ہوں تو پہلے مردوں کی، پھر بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی صف ہوگی۔

✽ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی امامت کرائی تو فرمانے لگے:

أَلَا أَصْلَبِي لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَفَّ الرِّجَالُ، ثُمَّ صَفَّ الْوِلْدَانُ خَلْفَ الرِّجَالِ، ثُمَّ صَفَّ النِّسَاءُ خَلْفَ الْوِلْدَانِ.

”کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں؟ وہاں مردوں نے صف بنائی، پھر مردوں کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔“

(مسند الإمام أحمد: 343/5، سنن أبي داود: 677، وسنده حسن)

حافظ ابن ملقن (تحفة المحتاج: ۵۴۸) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

نماز جنازہ کی صفیں :

فرض نماز کی طرح نماز جنازہ میں بھی صفوں کا اہتمام ضروری ہے۔ نماز جنازہ میں طاق یا جفت صفیں بنائی جاسکتی ہیں، جیسا کہ:

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوْ الثَّالِثِ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔“ (صحیح البخاری: 1317، صحیح مسلم: 952)

اس حدیث پر سید الفقہاء، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ.

”اس شخص کا بیان جس نے نماز جنازہ میں امام کے پیچھے دو یا تین صفیں بنائیں۔“ کم از کم تین صفیں بنانا باعث اجر و ثواب اور افضل و بہتر ہے، جیسا کہ:

❀ سیدنا مالک بن ہبیرہ سکونی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

«وَكَانَ إِذَا أُتِيَ بِالْجَنَازَةِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا ---، فَتَقَالَ أَهْلُهَا؛ جَزَاءَهُمْ

ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَيْهَا، وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا صُفَّ صُفُوفٌ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى

جَنَازَةٍ إِلَّا وَجَبَتْ».

(مسند الإمام أحمد: 79/4؛ سنن أبي داود: 3166؛ سنن الترمذي: 1049؛ سنن ابن ماجه:

1490؛ مسند الرؤياني: 1537، واللفظ له، وسنده حسن)

محمد بن اسحاق بن یسار نے مسند روایانی میں سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ (الجموع شرح المہذب: ۵/۲۱۲) نے اس حدیث کو ”حسن“ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (۳۶۱/۱) نے ”امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✽ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ الطَّبْرِيُّ: يَنْبَغِي لِأَهْلِ الْمَيِّتِ إِذَا لَمْ يَخْشَوْا عَلَيْهِ التَّغْيِيرَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهِ اجْتِمَاعَ قَوْمٍ يَقُومُ مِنْهُمْ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ لِهَذَا الْحَدِيثِ .
”طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میت کے گھر والوں کو چاہیے کہ اگر انہیں میت کے تعفن زدہ ہونے کا خطرہ نہ ہو تو وہ اس حدیث کی وجہ سے اتنے لوگوں کے جمع ہونے کا انتظار کریں، جن سے تین صفیں بن جائیں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: 3/187)

جس قدر اہل علم، اہل تقویٰ اور صالحین زیادہ ہوں گے، خلوص کے ساتھ دُعا کریں گے، اس قدر میت کو فائدہ اور اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔
قبر پر نماز جنازہ ادا کرتے وقت بھی اسی مسئلہ کو پیش نظر رکھا جائے گا، کیوں کہ حاضرمیت اور قبر پر نماز جنازہ کا ایک ہی حکم ہے۔

فائدہ :

امام عطاء بن ابورباح رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول (مصنف عبدالرزاق: 6587) منقول ہے کہ نماز جنازہ میں صفوں کا اہتمام ضروری نہیں، لیکن یہ قول امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی ”تدلیس“ کی

بنا پر ”ضعیف“ ہے۔

نماز جنازہ میں صرف دو مرد ہوں تو!

اگر نماز جنازہ میں صرف دو مرد ہوں تو امام آگے اور مقتدی اکیلا پیچھے کھڑا ہوگا، جیسا کہ:

✽ عبد اللہ بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَيْرِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حِينَ تُؤْفَى، فَاتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ فِي مَنْزِلِهِمْ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَاءَهُ، وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَرَاءَ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ غَيْرُهُمْ.

”جب ابو طلحہ کے بیٹے عمیر فوت ہوئے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے گھر میں عمیر کی نماز جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ آگے ہوئے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ وہاں ان کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوي : 508/1، المستدرک علی الصحيحین للحاکم :

365/1، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام حاکم نے ”صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ

نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس کا راوی عمارہ بن غزیہ مدنی جمہور محدثین کے نزدیک مطلقاً ”ثقة“ ہے۔

امام کہاں کھڑا ہو؟

امام کا صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہونا مستحب ہے، جیسا کہ:

✽ حجرہ بنت حصین بیان کرتی ہیں:

أَمْتَنَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الْعَصْرِ، فَقَامَتْ بَيْنَنَا.

”نماز عصر میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہماری امامت کی۔ وہ ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔“

(المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية لابن حجر: 427، وسنده صحیح)

اگر عورت عورتوں کی امامت کر رہی ہو، وہ صف کے بیچ درمیان میں کھڑی ہوگی اور اگر مرد امام ہو تو وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہوگا۔

تنبیہ:

سنن ابوداؤد (۶۸۱) میں مرفوع روایت ہے:

«وَسَطُوا الْإِمَامَ».

”امام کو درمیان میں کرو۔“

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیوں کہ یحییٰ بن بشیر بن خلاد راوی مستور ہے۔

(تقریب التہذیب لابن حجر: ۷۵۱۵)

اس روایت کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ: يُجْهَلُ حَالُهُ وَحَالُ أَبِيهِ، (هَذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ

وَحَالُ أُمِّهِ، وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ: لَيْسَ هَذَا الْإِسْنَادُ بِقَوِيٍّ.

”ابن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس راوی کا اور اس کے والد (والد کا ذکر غلطی

ہے، درست یہ ہے کہ اس کی والدہ) کے حالات معلوم نہیں۔ عبد الحق رحمہ اللہ کہتے

ہیں: یہ سند قوی نہیں۔“ (میزان الاعتدال فی نقد الرجال: 4/367)

یعنی اس کی ماں ائمۃ الواحد بنت یامین بن عبدالرحمن بھی ”مجہولہ“ ہے۔

امام کے پیچھے کون کھڑے ہوں؟

پہلی صف میں امام کے بالکل پیچھے اہل علم، اہل تقویٰ، اہل صلاح اور بالغ و عاقل کھڑے ہوں، تاکہ امام کو غلطی پر متنبہ کر سکیں، نیز اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے یا کوئی اور مسئلہ پیش آجائے تو امام کی نیابت کر سکیں۔ مگر افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ ہمارے ہاں جاہل، ڈاڑھی مونڈھوانے اور کتروانے والے، فاسق و فاجر امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔

✽ علامہ خطابی رحمہ اللہ (م: ۲۸۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَمَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلِيَهُ ذَوُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى لِيَعْقِلُوا عَنْهُ صَلَاتَهُ، وَلَكِنْ يُخْلِفُوهُ فِي الْإِمَامَةِ إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ فِي صَلَاتِهِ، وَلْيَرْجِعْ إِلَى قَوْلِهِمْ إِنْ أَصَابَهُ سَهْوٌ، أَوْ عَرَضَ فِي صَلَاتِهِ عَارِضٌ فِي نَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الْأُمُورِ.

”رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ امام کے قریب دانش و خرد والے لوگ کھڑے

ہوں تاکہ وہ امام کی نماز کو سمجھ سکیں، نیز اگر امام کو نماز میں کوئی مسئلہ پیش آ جاتا ہے تو وہ اس کی نیابت کر سکیں۔ اسی طرح اگر امام کو غلطی لگے تو وہ ان کی تنبیہ سے اپنی اصلاح کر سکے، یا اس طرح کا کوئی اور معاملہ پیش آ جائے، تو وہ سنبھال سکیں۔“

(معالم السنن: 1/184)

صف کے آداب :

صف کے آداب میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ پہلی صفوں کو مکمل کیے بغیر اگلی صف نہ بنائی جائے۔ پہلی صفوں میں خالی جگہ نہیں ہونی چاہیے، بل کہ کمی آخری صف میں ہونی چاہئے، جیسا کہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اتِمُّوا الصَّفَّ الْأَوَّلَ وَالثَّانِي، فَإِنْ كَانَ خَلْلٌ؛ فَلْيُكُنْ فِي الثَّلَاثِ».

”پہلی اور دوسری صفوں کو مکمل کرو۔ اگر کوئی خالی جگہ ہو تو وہ تیسری صف میں ہونی

چاہیے۔“ (صحیح ابن خزيمة: 1547، وسندہ صحیح)

یعنی اگر ایک سے زائد صفیں ہوں تو پہلی تمام صفیں بالکل مکمل ہونی چاہئیں، آخری صف امام کے پیچھے سے شروع کی جائے اور دونوں طرف لوگ شامل ہوتے جائیں، اس آخری صف میں کوئی جگہ باقی رہتی ہے تو اس میں بعد والے لوگ شامل ہوتے رہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق صفوں کی درستی کی توفیق عطا فرمائے۔

